قید اور سزا کا تاریخی پس منظر، جیل میں اللہ والوں کی اصلاحی خدمات اور "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کی جیلوں میں دینی، اصلاحی اور فلاحی خدمات کے تعارف پر مشتمل تحریر

اللہ والوں کی جیل میں دینی خدمات

(صفحات: 32)

یوسف علیہ السلام اور قید خانہ	02
اسلام میں قیدیوں کے حقوق	11
اسلام میں پہلی جیل کس نے بنائی؟	13
آیئے! زندگیاں بدلنے کا آغاز کریں	27

رسلہ پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجیے
ان شاء اللہ الکریم جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔
(اوّل آخر ایک بار دُرُود شریف پڑھ لیجئے)

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَكَ وَانْشُرْ عَلَیْنَا
رَحْمَتَكَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(المستطرف، 1/40، دارالفکر بیروت)

نام کتاب	:	اللہ والوں کی جیل میں دینی خدمات
مؤلف	:	محمد صفدر علی عطاری مدنی
ریسرچ ڈیپارٹمنٹ	:	المدینۃُ العلمیہ (Islamic Research Centre)
پہلی بار	:	محرم شریف 1448ھ، جولائی 2026ء
تعداد	:	10000 (دس ہزار)
ناشر	:	مکتبۃُ المدینہ، فیضانِ مدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ والوں کی جیل میں دینی خدمات

دُرُود شریف کی فضیلت

پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطفی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کی کوئی حاجَت پوری نہ ہو رہی ہو، اُسے چاہئے کہ مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھے کہ مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا غموں، پریشانیوں اور تکلیفوں کو دور کرتا، روزی میں برکت دیتا اور حاجتیں پوری کرتا ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

انسانی تاریخ میں قید خانہ ہمیشہ جبر و سزا کا بھیانک گھر اور آزمائشوں کا مقام رہا ہے۔ آزادی انسان کے لئے بہت بڑی نعمت ہوتی ہے لیکن قید میں جیل کی دیواریں اُس سے آزادی چھین لیتی اور اُسے باہر کی دنیا سے الگ کر دیتی ہیں۔ قید کا لمحہ لمحہ خوف و دَہشت کے سائے میں گزرتا ہے، ہر آن رنج و غم کی سیاہ گھٹائیں چھائی رہتی ہیں۔ قید خانے یا جیل کا تصوّر کتنا پرانا ہے، اِس بارے میں یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ اللہ پاک کی سچی کتاب قرآنِ مجید میں دیکھتے ہیں تو تقریباً 1800 قبلِ مسیح کے زمانے میں تشریف لانے والے اللہ پاک کے پیغمبر حضرت یُوسُف علیہ السّلام کو "سِجْن" یعنی قید خانے میں ڈالے جانے کا واضح ذکر ملتا ہے۔ سورۂ یُوسُف قرآنِ مجید کی وہ مُنفرِد سورت ہے، جس میں تسلسُل کے ساتھ حضرت یُوسُف علیہ السّلام کی زندگی کی دلچسپ داستان بیان کی گئی ہے۔ یہ داستان اپنوں سے جُدائی، غُلامی، آزمائش، صبر، پاکبازی، قید کے تکلیف دہ لمحات اور بالآخر مصر کی عظیم بادشاہت

(1)... افضل الصلوات علی سید السادات، الفصل الرابع، ص18، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

تک کی ایک حیرت انگیز حکایت ہے۔ آیئے سورۂ یُوسُف اور اس کی تفاسیر کی روشنی میں حضرت یُوسُف علیہ السّلام کی مبارک زندگی کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السّلام اور قید خانہ

حضرت یُوسُف علیہ السّلام اللہ پاک کے پیارے نبی اور رسول ہیں، اللہ پاک نے آپ کو بے پناہ حُسن و جَمال، تاج و تخت اور حکومت و سلطنت سے نوازا تھا مگر شروع میں آپ پر بہت آزمائشیں آئیں، بچپن میں آپ کے بھائیوں نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا، مسافروں نے آپ کو اس کنویں سے نکال کر غلام بنالیا اور مصر کے بازار میں عَزیزِ مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا، جب آپ بھرپور جوانی کو پہنچے تو عزیزِ مصر کی بیوی کے دل میں برائی کا خیال آیا اور اس نے آپ کو گناہ کی دعوت دی، آپ نے انکار کیا اور وہاں سے بھاگ کر دروازے پر پہنچے تو وہاں عزیزِ مصر موجود تھا۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی حضرت یُوسُف علیہ السّلام پر گناہ کی دعوت کا الزام لگانے لگی مگر اللہ پاک نے کرم فرمایا اور آپ بے گناہ ثابت ہوئے۔ عزیزِ مصر نے حضرت یُوسُف علیہ السّلام کی پاکیزگی کا اقرار کیا اور اپنی بیوی کو خطاوار قرار دیا۔ یہ بات شہر میں پھیلی تو مصر کے بڑے گھرانوں کی عورتیں عزیزِ مصر کی بیوی کو اس بات کے طعنے دینے لگیں، اُس نے اُن عورتوں کو دعوت پر بُلایا اور حضرت یُوسُف علیہ السّلام کو عورتوں کے سامنے آنے کا کہا، جب آپ تشریف لائے تو وہ عورتیں آپ کے حُسن کو دیکھ کر یوں مدہوش ہوئیں کہ پھَل کاٹتے کاٹتے اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور کہنے لگیں: سبحانَ اللہ! یہ کوئی انسان نہیں ہے کہ ایسا حُسن و جَمال انسانوں میں دیکھا ہی نہیں گیا۔ تب عزیزِ مصر کی بیوی نے جو کچھ کہا، وہ قرآنِ کریم میں یوں بیان ہوا:

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُّنَّنِیْ فِیْهِؕ-وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَؕ-وَ لَئِنْ لَّمْ	ترجَمۂ کنزالعرفان: زلیخا نے کہا: تو یہ ہیں وہ جن کے بارے میں تم مجھے طعنہ دیتی تھیں اور بیشک میں

يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ (پ12، یوسف:32)

نے ان کا دل لُبھانا چاہا تو اِنہوں نے اپنے آپ کو بچالیا اور بیشک اگر یہ وہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں ڈالے جائیں گے اور ضرور ذلّت اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔

حضرت یُوسُف علیہ السّلام یہ سُن کر مجلس سے اُٹھ گئے، مصری عورتیں ملامت کرنے کے بہانے باہر آئیں اور آپ سے اپنی خواہشات کا اظہار کرنے لگیں۔ آپ کی پاکیزگی کا یہ عالَم تھا کہ مصر کے اعلیٰ خاندانوں کی حسین و جمیل عورتیں آراستہ ہو کر سامنے موجود تھیں، اِس کے باوجود آپ کسی کی طرف نظر نہ اُٹھاتے۔ آپ کو اُن کی باتیں بہت بُری لگیں اور آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں یوں دعا کی:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ (پ12، یوسف:33)

ترجمۂ کنزالعرفان: یوسف نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے اس کام کی بجائے قید خانہ پسند ہے جس کی طرف یہ مجھے بُلا رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر و فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔

آخر کار عزیز کی بیوی نے کہا کہ میں اس عَبرانی غلام کی وجہ سے بدنام ہو گئی ہوں اور میری طبیعت اس سے نفرت کرنے لگی ہے، اس لئے اسے قید کیا جائے تاکہ لوگ اسے خطاوار سمجھیں اور میں ملامت سے بچ جاؤں۔ چنانچہ حضرت یُوسُف علیہ السّلام کو قید خانے میں بھیج دیا گیا۔[1] آپ علیہ السّلام نے 12 سال قید خانے میں گزارے۔[2] بالآخر قید سے

(1)... تفسیر صراط الجنان، پ12، یوسف، تحت الآیۃ:15-33، 4/535-556 ملخصًا، مکتبۃ المدینہ، کراچی

(2)... تفسیر خازن، پ12، یوسف، تحت الآیۃ:42، 2/530، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

رِہائی پائی اور اللہ پاک نے آپ کو مصر کی بادشاہت عطا فرمائی۔[1]

قرآنِ پاک میں جس قدیم ترین قید خانے کا واضح طور پر ذِکر ہے وہ یہی ہے، جس میں حضرت یُوسُف علیہ السّلام کو ڈالا گیا تھا۔ اُس وقت کے بادشاہ کا نام رَیّان بن ولید تھا، جو بعد میں حضرت یُوسُف علیہ السّلام پر ایمان لے آیا تھا۔ اس قید خانے کے آثار اب بھی مصر کے شہر غزہ کے گاؤں "بُوصِیر" میں موجود ہیں۔[2]

انسانی تاریخ کے اس عبرت انگیز واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ سزا کے طور پر قید کرنے کی تاریخ بھی بہت پُرانی ہے۔ ہاں مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں اس کا طریقہ الگ الگ رہا۔ قید خانے کا بنیادی مقصد مجرموں کو سزا دینا ہی ہے اور جرائم کی روک تھام کے لئے اس کو ایک مؤثّر ہتھیار مانا جاتا ہے لیکن قید خانے کی تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ یہاں بدترین مجرم اور بہترین انسان دونوں ہی آتے رہے ہیں۔

نمرود کی جیل

حضرت یُوسُف علیہ السّلام سے پہلے آپ کے جَدِّ اَمجد حضرتِ ابراہیم علیہ السّلام بھی قید کی آزمائش میں ڈالے گئے۔ اگرچہ قرآنِ کریم میں ان کی قید کا واضح ذکر موجود نہیں بلکہ نَمرُود کا انہیں آگ میں ڈال دینے کا ذکر ہے تاہم تفاسیر سے پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ پاک کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بتوں کی برائی بیان کی تو نَمرُود بادشاہ نے انہیں قید کر دیا اور سات سال تک قید میں رکھا۔ اس کے بعد آپ کو آگ میں جلانے کے لئے قید سے نکالا گیا، چنانچہ ایک ماہ تک مسلسل لکڑیاں جمع کی گئیں اور اتنی بڑی آگ

(1)... تفسیر خازن، پ12، یوسف، تحت الآیۃ:56، 2/536 ملخصًا

(2)... المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، ذکر الجیزۃ، 1/382، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

بھڑکائی گئی کہ اگر اس کے اوپر سے کوئی پرندہ گزرتا تو تپش کی وجہ سے جَل جاتا، پھر آپ کو باندھ کر مِنْجَنِیق (یعنی پتھر پھینکنے والی مشین) میں رکھا گیا اور خدا کو ایک ماننے کی دعوت دینے کے جُرم میں دہکتی آگ کے الاؤ میں ڈال دیا گیا۔ یہ ایک کڑی آزمائش تھی، یقیناً عام انسان کے قدم ایسے موقع پر ڈگمگا جاتے مگر اللہ کے خلیل کی شان! کہ اُس وقت بھی آپ علیہ السّلام کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْل، یعنی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے آگ کو حکم دیا:

یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ (پ17، الانبیاء:69)	ترجَمۂ کنزالعرفان: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔

اسی وقت آگ کی گرمی ختم ہوگئی، صرف روشنی باقی رہی اور اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السّلام بالکل سلامت رہے۔[1] نمرود اُن دو کافر بادشاہوں میں سے ایک ہے جسے اللہ پاک نے پوری زمین کی بادشاہت عطا کی تھی، سب سے پہلے اسی نے اپنے سر پر تاج رکھا اور خُدائی کا دعویٰ کیا۔[2] اللہ پاک کی شان دیکھئے کہ اس ظالم اور مُتکبّر بادشاہ کا خاتمہ یوں ہوا کہ ایک مچھر اس کے دماغ میں گُھس گیا اور اس کی ہلاکت کا سبب ہوا۔[3]

فرعون کی جیل

قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرعون کی جیل کا ذکر بھی ملتا ہے۔ چنانچہ جب اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السّلام فرعون کے پاس اللہ کا پیغام لے کر تشریف لائے تو فرعون

(1)... التیسیر فی التفسیر للنسفی، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ: 69، 10/411 ملخصاً، دار اللباب۔ تفسیر جلالین، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:69، ص274 ملخصاً، مطبوعہ کراچی

(2)... تفسیر بغوی، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ:258، 1/273 ملخصاً، مطبوعہ پشاور

(3)... تفسیر خازن، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:70، 3/231 ملخصاً

نے انہیں قید کرنے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا:

قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾ (پ19، الشعراء:29)	ترجَمۂ کنزالعرفان: (فرعون نے) کہا: (اے موسیٰ!) اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود بنایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: فرعون کی قید قتل سے بدتر تھی، اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک اور گہرا گڑھا تھا، اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا نہ وہاں کوئی آواز سنائی دیتی تھی نہ کچھ نظر آتا تھا۔[1]

فرعون کا سزا دینے کا طریقہ بھی نہایت اَذِیَّت ناک تھا، قرآنِ پاک میں ہے:

وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِۙ﴿۱۰﴾ (پ30، الفجر:10)	ترجَمۂ کنزالعرفان: اور فرعون (کے ساتھ) جو میخوں والا تھا۔

فرعون نے جس کو سزا دینا ہوتی اس کے ہاتھ پاؤں میخوں (کیلوں) سے باندھ دیتا یا ہاتھ پاؤں میں ہی میخیں گاڑ دیتا۔[2] یہ بہت ہی اَذِیَّت ناک سزا تھی اور یہی سزا اُس بدبخت نے اپنی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو دی، اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر ایمان لا چکی تھیں۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان

ان کا نام آسیہ بِنْتِ مُزَاحِم تھا، وہ تھیں تو فرعون کی بیوی لیکن جب انہوں نے اللہ پاک کے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے مقابلے میں آنے والے جادوگروں کو ہارتے ہوئے دیکھا تو اُن کے دل میں ایمان کا نور چمک اُٹھا اور وہ ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو پتا چلا تو

(1)... تفسیر خزائن العرفان، پ19، الشعراء، تحت الآیۃ:29 بتغیرٍ، مکتبۃ المدینہ، کراچی

(2)... تفسیر صراط الجنان، پ30، الفجر، تحت الآیۃ:10، 10/664

اس ظالم نے ان پر بڑے عذاب ڈھائے اور ان کے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی میخیں ٹھونک کر جکڑ دیا، پھر حکم دیا کہ ایک بھاری پتھر لا کر ان کے اوپر ڈال دیا جائے، جب پتھر لایا گیا تو حضرت آسیہ رضی اللہُ عنہا نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اے رب! میرے لئے جنت میں ایک گھر بنادے۔ چنانچہ انہیں جنّت میں سفید موتیوں سے بنا ہوا اُن کا گھر دِکھا دیا گیا اور پھر اللہ پاک نے ان کی روح قبض کر لی، جب ان کے جسم پر ایک بھاری پتھر لا کر رکھا گیا تو اس سے پہلے ہی اُن کی روح جسم کی قید سے آزاد ہو چکی تھی۔[1]

اسلام سے پہلے عرب میں قید کا تصور

اسلام سے پہلے عرب قبیلوں میں مجرموں کو سزا دینے کے لئے قید کرنے کا زیادہ رَواج نہیں تھا، اس کی بجائے وہ مجرم کو جِلا وطن کر دیتے تھے۔ البتہ شہروں میں قید کی سزاؤں کی روایات بھی ملتی ہیں، چنانچہ اسلام سے پہلے مکۂ مکرمہ کے لوگ مجرم کو گھروں میں قید کیا کرتے تھے۔[2] سزا کے اور بھی کئی طریقے تھے جیسا کہ اسلام کے شروع میں کفارِ مکہ نے اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کی سزائیں دیں۔

صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں ریت کے ذرّات تَنُّور کی طرح گرم ہو جاتے تھے، اُس وقت حضرت بلال رضی اللہُ عنہ کو گرم ریت پر لِٹا کر ایک بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا جاتا تھا۔ پھر ان سے کہا جاتا کہ اسلام چھوڑ دو مگر وہ پھر بھی زور زور سے "اَحَد، اَحَد" کا نعرہ لگاتے تھے کہ خدا ایک ہے۔ خدا ایک ہے۔[3]

(1)... عمدۃ القاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وضرب اللہ مثل للذین آمنوا... الخ، 11/144، دار الفکر، بیروت

(2)... المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ومن الحوادث: ہلاک حاتم الطائی، 2/288، ماخوذاً، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ معجم البلدان، باب الباء مع الصاد... الخ، 1/513 ماخوذًا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ وغیرہ

(3)... السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ذکر عدوان المشرکین علی... الخ، جز:1، 1/203 بتغیر، دار الفجر، مصر

حضرت خَبّاب رضی اللہُ عنہ کو قریش نے کوئلے کے انگاروں پر لٹادیا اور ایک شخص اُن کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہا۔ برسوں بعد جب حضرت خَبّاب نے یہ واقعہ حضرت عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے سامنے بیان کیا اور اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی تو پوری پیٹھ پر سفید داغ پڑے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔[1]

کیا زمانۂ رسالت میں جیل تھی؟

دنیا میں مختلف قوموں اور تہذیبوں کا عُروج وزَوال ہوتا رہا یہاں تک کہ دُکھی انسانیت کے غم دور کرنے کے لئے اسلام کا سورج طُلوع ہوا، جس نے ظالموں اور مجرموں کا سر نیچا کرنے اور مظلوم کو اس کا حق دِلانے کیلئے انسانیت کو سزا اور جزا کا ایک بہترین نظام فراہم کیا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک دور میں جیل موجود تھی یا نہیں، اس بارے میں جاننے سے پہلے اسلامی سزاؤں کے نظام کا ایک مختصر جائزہ لے لینا ضروری ہے۔ چنانچہ شریعتِ اسلامیہ میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں۔

(1) حُدُود: یہ وہ سزا ہے جو اللہ پاک کی طرف سے مُقرّر شُدہ ہے (اس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی)، اگر کوئی مجرم "حد" کی سزا کا مستحق ہوجائے تو حاکمِ اسلام پر واجب ہے کہ سزا نافذ کرے، اُسے معاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

(2) قِصاص: یہ مُجرِم کے ساتھ اُسی طرح کا سلوک ہے جیسا اس نے کسی اور کے ساتھ کیا (مثلاً کسی کا دانت توڑا تو بدلے میں اس کا دانت توڑا جائے، قتل کیا تو بدلے میں اسے قتل کیا جائے) اس کو "حد" اس لئے نہیں کہا گیا کیونکہ یہ بندے کا حق ہے، اگر بندہ چاہے تو معاف کرسکتا ہے۔[2]

(1)... طبقات ابن سعد، رقم 43، خباب بن الارت، 1/122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... در مختار مع رد المحتار، کتاب الحدود، 6/5، ملخصاً، دار المعرفۃ، بیروت۔ التعریفات للجرجانی، باب القاف، ص257، دار

(3) تَعزِیر: کسی گُناہ پر تادیباً (یعنی تنبیہ کے طور پر) جو سزا دی جاتی ہے، اس کو تَعزِیر کہتے ہیں۔[1] جس گُناہ پر کوئی حد مُقرَّر نہ ہو، اُس پر تَعزِیر ہوتی ہے۔[2] اس میں کوئی سزا مُقرَّر نہیں ہوتی بلکہ اسے قاضی کی رائے پر چھوڑا گیا ہے۔[3]

اسلامی قانون کے مطابق قید کرنا تَعزِیر کی ایک قسم ہے[4] یعنی وہ جرائم جن میں اللہ پاک نے کوئی "حد" نہیں اُتاری اور اس کی سزا مقرر نہیں فرمائی، اُس کے مجرم کو تَعزِیراً سزا دی جاتی تھی جن میں سے ایک قید کرنا بھی تھا۔ یوں قید اسلامی سزا کا حصہ تو تھی لیکن تادیبی کاروائی یعنی ادب سکھانے کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ حدود و قصاص اور تعزیر کی مختلف صورتوں کے ہوتے ہوئے قید کرنے کیلئے باقاعدہ جیلیں بنانے یا قید کا نظام تیار کرنے کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں تھی۔ اس لئے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہُ عنہ کے مبارک دور میں باقاعدہ جیل نہیں بنائی گئی۔[5] البتہ قید کرنے کا ثبوت نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ملتا ہے۔ چنانچہ؛

ترمذی شریف میں ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک شخص کو تُہمت کی وجہ سے قید کیا، پھر اُسے چھوڑ دیا۔[6]

النفائس۔ فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، کتاب الحدود، 3/194 ملخصاً، دار الارقم بن ابی الارقم، بیروت۔

(1)... بہار شریعت، 2/403، حصہ:9 بتغیرٍ، مکتبۃ المدینہ، کراچی

(2)... الاشباہ والنظائر، کتاب الحدود والتعزیر، ص214، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(3)... ردالمحتار، کتاب الحدود، باب التعزیر، 6/95، دار المعرفۃ، بیروت

(4)... ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعزیر المتہم، 7/615

(5)... درمختار مع ردالمحتار، کتاب القضاء، فصل فی الحبس، 8/63

(6)... ترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی الحبس فی التہمۃ، ص363، حدیث:1417، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

حضرت علّامہ علی بن سُلطان قاری رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی کسی نے جھوٹی گواہی دی، اُس کا جھوٹ ظاہر ہو جانے پر اُسے قید کر دیا۔ یا کسی نے اس پر قرض کا دعویٰ کیا یا کسی اور جُرم کا الزام لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مُدَّعٰی عَلَیہ کو تحقیق کے دوران قید کر دیا، پھر جُرم ثابت نہ ہونے پر اُسے چھوڑ دیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ قید کرنا بھی احکامِ شرعیہ میں سے ہے۔[1]

زمانۂ رسالت کے قیدی

زمانۂ رسالت میں زیادہ تر اُن قیدیوں کا ذکر ملتا ہے، جنہیں جنگ کے دوران یا جنگی جرائم کی بنیاد پر قید کیا گیا۔ عہدِ رسالت میں چونکہ جیل نہیں تھی تو قیدیوں کو مسجدِ نبوی میں یا گھروں میں باندھ کر رکھا جاتا تھا۔ لیکن ان جنگی قیدیوں کے ساتھ پیغمبرِ عالَم، مُحسِنِ انسانیت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو بہترین سلوک فرمایا اور اپنے صحابہ کو ان کے بارے میں جو تلقین (نصیحت) فرمائی، اس کی تاریخ میں کہیں کوئی مثال نہیں ملتی۔ فی زمانہ جنگی قیدیوں کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا جاتا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، ان پر جو ظُلم وسِتم ڈھائے جاتے ہیں ان کا تَصَوُّر تک لَرزا دینے والا ہے یہاں تک کہ خود کو مُہذّب کہلانے والی قومیں بھی اپنے نظریاتی مخالفوں اور جنگی قیدیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑتی ہیں۔ جسمانی اَعضا کو آگ سے داغنا، بجلی کے جھٹکے دینا، بھوکے کُتّوں سے زندہ انسانوں کی بوٹیاں نُچوانا اور ٹارچر کے ایسے ایسے طریقے آزمائے جاتے ہیں، جنہیں لکھنے کی قلم میں ہمت نہیں اور سُن کر انسانیت کا سر شرم سے جُھک جائے۔ آیئے اب رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا قیدیوں کے ساتھ حُسنِ سُلُوک بھی مُلاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ؛

(1)... مرقاۃ المفاتیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب الاقضیۃ والشہادات، 7/318، تحت الحدیث: 3785، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اسلام میں قیدیوں کے حقوق

جنگِ بدر میں جب کفارِ مکہ قیدی بن کر مدینۂ پاک میں آئے تو اُن کو دیکھنے کے لئے بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا اور لوگ ان کو دیکھ کر کچھ نہ کچھ بولتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ ان قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے۔ چنانچہ دو دو، چار چار قیدی صحابہ کے گھروں میں رہنے لگے اور صحابہ نے ان لوگوں کے ساتھ یہ حُسنِ سُلوک کیا کہ ان لوگوں کو تو گوشت روٹی اور بہترین کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوریں کھا کر گُزارہ کرتے تھے۔[1]

ثُمامہ بن اُثال کا قبولِ اسلام

جب بنی حَنِیفَہ کے سردار ثُمامہ بن اُثال کو قیدی بنا کر مدینۂ منوّرہ میں لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم سے انہیں مسجدِ نبوی کے ایک سُتون سے باندھا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے ثُمامہ! تمہارا کیا حال ہے اور تم اپنے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو؟ ثُمامہ نے جواب دیا: میرا حال اور خیال تو اچھا ہی ہے۔ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی آدمی کو قتل کریں گے اور اگر مجھے اپنے انعام سے نواز کر چھوڑ دیں گے تو ایک شکر گزار کو چھوڑیں گے اور اگر آپ کو مجھ سے کچھ مال چاہئے تو بتا دیجئے، آپ کو مال دیا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ گفتگو کر کے چلے آئے۔ پھر دوسرے روز بھی یہی سوال و جواب ہوا اور تیسرے روز بھی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ثُمامہ کو چھوڑ دو۔ چنانچہ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ ثُمامہ مسجد سے نکل کر مسجدِ نبوی کے قریب ہی کھجور کے ایک باغ میں چلے گئے۔ وہاں انہوں نے

(1)...السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، تاریخ الہجرۃ ومغازی الرسول، مقتل النصر وعتبۃ، ص230 ملخصًا

غسل کیا۔ پھر مسجد نبوی میں آکر کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے جس قدر آپ کے چہرے سے نفرت تھی، اتنی رُوئے زمین پر کسی کے چہرے سے نہ تھی مگر آج آپ کے چہرے سے اس قدر محبت ہے کہ اتنی کسی کے چہرے سے نہیں اور کوئی دین میری نظر میں اتنا ناپسند نہ تھا جتنا آپ کا دین، لیکن آج کوئی دین میری نظر میں اتنا پسندیدہ نہیں ہے جتنا آپ کا دین۔ نیز کوئی شہر میری نگاہ میں اتنا بُرا نہ تھا جتنا آپ کا شہر اور اب یہ حال ہے کہ آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کوئی شہر محبوب نہیں ہے۔[1]

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحُّم ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جُھکا ہے

حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹے کا قبولِ اسلام

9 ہجری ربیعُ الآخر میں حضرت علی رضی اللہُ عنہ کی ماتحتی میں ہونے والے ایک سَرِیَہ[2] (جنگ) کے دوران قبیلہ "طَیْ" کے کچھ لوگ قید کرکے مدینۂ پاک لائے گئے۔ ان قیدیوں میں مشہور سخی "حاتم طائی" کی بیٹی بھی تھی۔ حاتم طائی کا بیٹا عَدِی بن حاتم بھاگ کر ملکِ شام چلا گیا۔ حاتم طائی کی لڑکی جب بارگاہِ رسالت میں پیش کی گئی تو اس نے کہا: یارسول اللہ! میں "حاتم طائی" کی لڑکی ہوں۔ میرے باپ کا انتقال ہوگیا اور میرا بھائی "عدی بن حاتم" مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں کمزور ہوں، آپ مجھ پر احسان کیجئے، خدا آپ پر احسان کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا اور سفر کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت فرمایا۔ یہ مسلمان ہوکر اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچی اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(1)... مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب ربط الاسیر... الخ، ص700، حدیث:1764، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... "سریہ" وہ لشکر ہے جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف نہ لے جائیں۔ "غزوہ" وہ جہاد ہے جس میں سرکار علیہ السّلام بنفسِ نفیس تشریف لے جائیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، 7/376، تحت الحدیث:3849 ماخوذًا)

کے اَخلاقِ نبوّت سے آگاہ کیا اور آپ کی بہت زیادہ تعریف کی۔ عَدِی بن حاتم اپنی بہن کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خُلقِ عظیم اور عاداتِ کریمہ کے حالات سن کر بے حد متأثر ہوئے اور بغیر کوئی اَمان طلب کئے مدینۂ پاک حاضر ہو گئے۔ لوگوں نے بارگاہِ نبوّت میں یہ خبر دی کہ عدی بن حاتم آگیا ہے۔ حضور رحمۃٌ لِّلعالمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انتہائی کریمانہ انداز میں عَدِی بن حاتم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا: اے عدی! تم کس چیز سے بھاگے؟ کیا "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے سے بھاگے؟ کیا خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ عدی بن حاتم نے کہا: نہیں۔ پھر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے، اُن کے اسلام قبول کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس قدر خوشی ہوئی کہ آپ کا چہرۂ انور چمکنے لگا اور آپ نے ان کو خصوصی عنایات سے نوازا۔[1]

ان واقعات سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ مُحسنِ انسانیت، آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے زمانے میں قید تَربِیَت واِصلاح کا مرکز تھی، انسانیت سوز مظالم کا گڑھ یا عقوبت خانہ نہیں تھی۔

اسلام میں سب سے پہلی جیل کس نے بنائی؟

اسلام میں سب سے پہلے جیل خانہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے بنوایا۔ چنانچہ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں پولیس کے محکمے کی بنیاد رکھی اور قید خانے بنوائے، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جیسے جیسے آبادی کا تناسُب بڑھے گا ویسے ہی لوگوں کے درمیان اچھے برے افعال بھی بڑھیں گے، ان کی روک تھام نیز مجرموں کو قید

(1)... شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، ہدم صنم طیئ، 4/48 ملخصاً، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، مغازی الرسول، باب امر عدی بن حاتم، جز:4، 2/153 بتغیرٍ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، باب وفد طئ منہم زید الخیل وعدی ابن حاتم... الخ، 5/340 ملخصاً، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ سیرتِ مصطفیٰ، ص485 ملتقطاً، مکتبۃ المدینہ کراچی

کی سزائیں دینے کے لیے قید خانوں کا قیام بہت ضروری تھا، اِس سے پہلے عرب میں جیل خانوں کا قطعاً رواج نہ تھا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے حکم پر اُن تمام علاقوں میں قید خانے بنائے گئے، جہاں مجرموں کو قید کیا جاتا تھا، اَوّلاً مکۂ مکرمہ میں حضرت صَفوان بن اُمیّہ رضی اللہُ عنہ کا گھر چار ہزار درہم میں خرید کر اُسے قید خانہ بنایا گیا۔ بصرہ کا قید خانہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہ نے بنوایا تھا لیکن اُس کی کوئی علیحدہ سے عمارت نہیں تھی بلکہ وہ اُسی عمارت میں شامل تھا جو دارُ الاَمارۃ کے لیے تعمیر کی گئی تھی۔[1]

ایک قول یہ بھی ہے کہ قید خانہ سب سے پہلے حضرت علیُّ المُرتضٰی رضی اللہُ عنہ نے تعمیر کروایا۔ چنانچہ آپ نے کوفہ میں بانسوں کے ذریعے ایک قید خانہ بنایا اور اس کا نام "نافِع" رکھا مگر چور اسے توڑ کر بھاگ گئے، پھر آپ نے اینٹوں اور پتھروں کے ذریعے دوسرا قید خانہ بنایا جس کا نام "مَخِیْس" رکھا یعنی ذلت کی جگہ۔

علامہ ابنِ عابِدین شامی رحمۃُ اللہِ علیہ کے مطابق دونوں اقوال اپنی جگہ درست ہیں کیونکہ حضرتِ علی رضی اللہُ عنہ وہ پہلی شخصیت ہیں، جنہوں نے خاص جیل ہی کیلئے عمارت تعمیر کروائی تھی جبکہ فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے پہلے سے تعمیر شدہ ایک گھر خرید کر اسے جیل بنایا۔[2] البتہ یہ واضح ہے کہ اسلام میں قید خانے کی علیحدہ عمارت کی بنیاد فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے ڈالی۔

جیل کی ضرورت واہمیت

اگر کسی معاشرے میں جزا و سزا کا نظام نہ ہو تو وہاں امن و امان قائم نہیں رہ سکتا،

(1)... فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/395، 787 ملتقطاً، مکتبۃ المدینہ، کراچی

(2)... در مختار مع رد المحتار، کتاب القضاء، فصل فی الحبس، 8/63 ملخصًا

اِس لئے عام لوگوں کو جرائم پیشہ عناصِر سے محفوظ رکھنے، شریروں سے بچانے اور انسانی حُقُوق کے تحفّظ کے لئے جیلیں بنائی جاتی ہیں۔ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب "الہدایۃ" میں علامہ بُرہانُ الدّین ابو الحسن علی بن ابو بکر رحمۃُ اللہِ علیہ جیل کے بارے میں لکھتے ہیں: وَلِاَنَّهٗ بُنِيَ لِاسْتِيْفَاءِ حُقُوْقِ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی جیلیں مسلمانوں کے حُقُوق کی حفاظت کے لیے بنائی گئی ہیں۔[1] چونکہ جیل اسلامی قانون کے مطابق تعزیری یعنی تادیبی سزا ہے، اِس لئے اس کا ایک مقصد جُرم میں مبتلا ہونے والے فَرد کی اصلاح بھی ہے جیسا کہ حضرت عُمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے جب ایک شخص کو قید کیا تو فرمایا: میں اِسے اُس وقت تک قید میں رکھوں گا، جب تک اِس کی توبہ کا علم نہ ہو جائے اور میں نے اسے جِلاوطن (ملک بدر) اس لئے نہیں کیا کہ یہ وہاں جا کر اُن لوگوں کو تکلیف پہنچائے گا۔[2]

فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے اس قول سے جیل کی قید کے دو بنیادی مقاصد واضح ہو رہے ہیں۔ (1) دوسروں کو مجرم کے شر سے بچانا۔ (2) مجرم کی اِصلاح کرنا اور اسے توبہ پر آمادہ کرنا۔

حیرت کی بات ہے کہ جیلوں کے جدید نظام میں اِصلاحات کے لئے عالمی سطح پر جو ریفارمز (Reforms) لائے گئے ہیں ان کی بنیاد اِسی بات پر ہے کہ جیلوں کو ایک اخلاقی تعلیمی ادارے کے طور پر تعمیر کیا جانا چاہئے جہاں قیدیوں کی عادات اور رویوں کو درست کیا جائے تاکہ جب انہیں رہا کیا جائے تو وہ معاشرے کے مثالی فرد بن کر نکلیں۔ یہاں تک کہ دنیا کے کچھ ممالک میں جیل کیلئے سرکاری طور پر Correctional Center یعنی "اصلاحی مرکز" کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے جس کا مقصد یہ تاثّر دینا ہے کہ جیل کی سزا کا

(1)... ہدایہ، کتاب الدیات، باب القسامۃ، 4/570، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... تفسیر بغوی، پ6، المائدۃ، تحت الآیۃ:34، 1/669

مقصد جرائم پیشہ افراد کی اصلاح ہے۔

پاکستان میں جیل خانہ جات کا نظام

گورنمنٹ آف پنجاب (پاکستان) کی جیل خانہ جات کی آفیشل ویب سائٹ کے مطابق پاکستان کو موجودہ جیل خانہ جات کا نظام برطانوی نو آبادیاتی وراثت کے طور پر ملا۔ فردِ جُرم عائد ہونے کے بعد جیل میں سزا دیئے جانے کا تصوّر اٹھارہویں صدی عیسوی کا ہے، جس کے مطابق قید کو جسمانی سزا کا ایک متبادل قرار دیا گیا اور یہ محسوس کیا گیا کہ قید سے مجرموں کو توبہ کرنے میں مدد ملے گی اور اس توبہ کے نتیجے میں ان کی اصلاح ہو گی۔[1]

جیلوں کے جدید نظام کی تاریخ

جیل خانہ جات کے موجودہ نظام کی تاریخ کچھ یوں ہے کہ اسے انیسویں صدی کے شروع میں یورپ میں لایا گیا۔ اس سے پہلے وہاں یا تو جسمانی سزائیں دی جاتی تھیں، جیسا کہ سزائے موت، مُثلہ کرنا (یعنی اعضاء کاٹنا یا مسخ کر دینا)، کوڑے مارنا، داغنا، یا غیر جسمانی سزائیں، جیسے مجرم کی تذلیل کیلئے اسے گلیوں میں پھرانا، یا اس کے ہاتھ اور گردن تختے میں جکڑ کر عوامی گزرگاہ پر کھڑا کر دینا وغیرہ۔[2] مغرب میں 16ویں اور 17ویں صدی تک جیلیں سزا کے طور پر کم ہی استعمال کی جاتی تھیں بلکہ یہ بنیادی طور پر مقدمے کا انتظار کرنے والوں اور سزا کے منتظر مجرموں کو رکھنے کے لیے تھیں۔

17ویں صدی کے آخر سے 18ویں صدی کے دوران، مختلف جسمانی سزاؤں، پھانسی اور تشدّد کے خلاف مغربی ممالک میں بہت زیادہ عوامی مزاحمت پھیل گئی، بالخصوص

(1)...https://prisons.punjab.gov.pk/history

(2)...The Oxford History of the Prison: the Practice of Punishment in Western Society, P#44

"بلڈی کوڈ" (Bloody Code) قوانین انتہائی غیر مقبول ثابت ہو رہے تھے جن میں چھوٹے جرائم جیسا کہ چوری کے جرم پر بھی سزائے موت دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ جج بھی ان جرائم پر سزائے موت سنانے سے انکار کر رہے تھے۔ چنانچہ حکمرانوں نے عوام کو سزا دینے اور ان پر قابو پانے کے ایسے طریقے کی تلاش شروع کر دی، جس کی وجہ سے انہیں ظالم یا متشدِّد نہ کہا جائے اس لئے انہوں نے جیل میں پابندِ سَلاسِل کرنے اور قیدِ بامشقّت کا نظام تیار کیا۔[1]

اللہ والوں کا دین کی خاطر جیل کاٹنا

جیسا کہ واضح ہے کہ جیل یا قید خانے جرائم کی روک تھام اور انسانی حقوق کی حفاظت کی خاطر بنائے گئے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ظالم بادشاہوں اور حاکموں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے ان کا بھرپور استعمال کیا، جابر حکمرانوں نے اپنے نظریاتی مخالفین یا ظلم وفساد کے خلاف کلمۂ حق بلند کرنے والوں کی آواز کو دبانے کیلئے بھی ان ہی قید خانوں کو استعمال کیا اور انہیں عقوبت خانوں میں بدل کر ظلم وستم کی دردناک داستانیں رقم کیں۔ یہاں تک کہ اللہ والوں، نیک اور برگزیدہ ہستیوں کو بھی اس وجہ سے قید خانوں میں ڈالا گیا کہ انہوں نے ظالموں کی حمایت سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں اسلام کی کچھ ایسی ہی عظیم شخصیات کا ذکر کیا جارہا ہے جو صدائے حق بلند کرنے کے جرم میں قید خانوں میں ڈالے گئے۔

(1) امامِ اعظم اور جیل

کروڑوں حنفیوں کے پیشوا حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کو خلیفہ منصور عباسی نے اس جرم میں قید کر دیا تھا کہ آپ نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی اور قاضی (Judge)

(1)...(1)Punishment, Prisons, and Patriarchy: Liberty and Power in the Early American P#216 NYU Press. (2)Discipline & Punish: The Birth of the Prison, Vintage Books. (3)Article: History of the prison system.

کا عہدہ قبول نہ فرمایا۔ آپ کی وفات بھی بغداد کی جیل میں ہی ہوئی۔ دورانِ قید روزانہ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ کو قید خانے سے باہَر لایا جاتا، کوڑے لگائے جاتے، سرِ بازار گشت کرایا جاتا۔ ایک دن آپ کو اتنا مارا گیا کہ کمر سے خون کے فوّارے چُھوٹ گئے اور سخت ترین اذیّت پہنچائی گئی، کھانا پینا بھی بند کر دیا گیا۔ بالآخر آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی، جو قبول ہوئی اور اس کے پانچ دن بعد آپ کا وِصال ہو گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کو زہر کا پیالہ پینے کے لیے دیا گیا، آپ نے انکار فرمایا کہ میں اپنے آپ کو خود قتل نہ کروں گا۔ لیکن وہ پیالہ زبردستی آپ کے حلق میں انڈیل دیا گیا، جب آپ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپ نے نماز ادا فرمائی اور حالتِ سجدہ میں آپ کا وِصال ہوا۔[1] اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(2) امام احمد بن حنبل اور جیل

عالمِ اسلام کی ایک اور عظیم شخصیت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ کو مسئلۂ خَلقِ قرآن نہ ماننے کے جُرم میں قید کیا گیا۔ آپ کے زمانے میں یہ فتنہ زوروں پر تھا کہ قرآن کو مخلوق مانا جائے حالانکہ وہ اللہ پاک کا کلام اور اُس کی صِفَت ہے مخلوق نہیں،[2] چنانچہ خلیفہ مامونُ الرّشید نے آپ کو زبردستی قرآن کو مخلوق ماننے کا حکم دیا مگر آپ نے ماننے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو قید کر دیا گیا۔ آپ پر قید میں بے پناہ مَظالم ڈھائے گئے مگر آپ رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے عقیدے پر ڈٹے رہے۔ حضرت فُضَیل بن عِیاض رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ کو سوا دو سال سے زائد

(1)... در مختار مع رد المحتار، المقدمۃ، مطلب: فیما اختلف فیہ من روایۃ الامام عن بعض الصحابۃ، 1/156

(2)... بہارِ شریعت میں ہے: اللہ پاک کا کلام قدیم ہے، حادث و مخلوق نہیں، جو قرآنِ عظیم کو مخلوق مانے ہمارے امامِ اعظم و دیگر ائمہ نے اُسے کافر کہا، بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اُس کی تکفیر ثابت ہے۔ (بہار شریعت، 1/8، حصہ: 1 بتغیرٍ)

عرصہ تک قید میں رکھا گیا، اِس دَوران آپ پر ہر رات کوڑے برسائے جاتے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو جاتے، تلوار کے زَخم لگائے جاتے، پاؤں تلے رَوندا جاتا، مگر اتنی مصیبتیں ٹوٹنے کے باوُجُود آپ ثابِت قدم رہے۔[1] علامہ ابنِ جوزی رحمۃُ اللہِ علیہ حضرت محمد بن اسماعیل رحمۃُ اللہِ علیہ سے نَقل کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ کو 80 کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی چیخ اُٹھتا۔[2]

(3) حضرت مُجَدِّدِ اَلْفِ ثانی اور جیل

جب اکبر بادشاہ نے بے دینوں کے ذریعے ایک نیا دین یعنی "دینِ اَکبری" ایجاد کیا تو حضرت مُجَدِّدِ اَلْفِ ثانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے پورے ملک میں دینِ اکبری کے خلاف اور دینِ اسلام کے دِفاع میں مکتوبات (Letters) روانہ کئے اور مُریدین کی جماعت کے ذریعے اپنی تبلیغی کوششوں کو عام کر دیا، پھر جب اکبر بادشاہ مر گیا اور اس کے بعد سلطنت جہانگیر کے ہاتھوں میں آئی تو اس نے اپنی حکومت مضبوط کرنے کے بعد حضرت مُجَدِّدِ اَلْفِ ثانی کو اپنے دربار میں بُلایا اور شاہی دربار کی تعظیم نہ کرنے کو بہانا بنا کر انہیں قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔[3] طویل عرصہ قید رہنے کے باوجود آپ ثابت قدم رہے۔

گردن نہ جُھکی جس کی جہانگیر کے آگے | جس کے نَفَسِ گرم سے ہے گرمیٔ اَحرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں | اللہ نے بَر وقت کیا جس کو خبردار

(اُن کی گردن جہانگیر جیسے سخت بادشاہ کے آگے بھی نہ جھکی، یہ وہ ہستی ہے کہ جن کے پُر اَثر

(1)... الطبقات الکبریٰ للشعرانی، امام احمد بن حنبل، 1/47، دار التقوی
(2)... مناقب الامام احمد، الباب التاسع والستون فی ذکر قصتہ مع المعتصم، ص431 ملخصاً، دار ہجر
(3)... مکتوبات امام ربانی (مترجم)، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب دوم، 3/18 بتغیرٍ قلیل، پروگریسو بکس، لاہور

لب ولہجے کی بدولت خدا کے آزاد بندوں کا جذبہ پُرجوش ہے۔ وہ مبارک وجود، ہند میں ملّتِ اسلامیہ کے سرمائے کا نگہبان تھا۔ جنہیں اللہ پاک نے اسلام کی حِفاظت کے لئے بروقت آگاہ کیا۔)

جیل میں اللہ والوں کی اصلاحی خدمات

خدا کے نیک بندوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ جہاں بھی ہوں، لوگوں کو دین کا پیغام پہنچاتے اور بھلائی کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ جیل میں بھی گئے تو اس اہم ذمہ داری کو فراموش نہ کیا، جیل اور قید خانوں میں عموماً مختلف جرائم کے عادی لوگ آتے ہیں جنہیں اِصلاح کی سخت ضرورت ہوتی ہے، ایسے لوگوں کو خدا کے اَبَدِی اور سَرمَدِی (یعنی ہمیشہ باقی رہنے والے) پیغام کے ذریعے جرائم کی دنیا سے نکال کر راہِ راست پر لایا جاسکتا ہے۔ اب ہم ایسے ہی نیک بندوں کا ذکر کرنے جارہے ہیں جنہوں نے قید خانے میں بھی خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا اور انہیں دین کی دعوت دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی جیل میں اسلام کی دعوت

جب اللہ پاک کے پیارے پیغمبر اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو نمرود نے قید خانے میں بھیجا تو آپ وہاں قیدیوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ آخر اس نے آپ علیہ السّلام کو قید سے نکالا اور پھر یہ فیصلہ کیا گیا کہ آپ کو آگ میں ڈال دیا جائے۔[1]

حضرت یُوسُف علیہ السّلام کی قیدیوں کو دعوتِ توحید

حضرت یُوسُف علیہ السّلام جیل میں قیدیوں کو وعظ ونصیحت فرماتے، کوئی قیدی بیمار ہوتا تو اس کی تیمارداری کرتے، کسی کو کوئی پریشانی آتی تو آپ اس کی پریشانی دور کرنے میں اس

(1)... التیسیر فی التفسیر للنسفی، پ17، الانبیاء، تحت الآیۃ:69، 10/411

کی مدد فرماتے تھے، ضرورت مند انسان کی مال کے ذریعے مدد فرماتے تھے۔[1]

آپ علیہ السّلام کے ان معمولات کو دیکھ کر دو قیدی اپنے خواب کی تعبیر جاننے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے ان کو تعبیر بتانے سے پہلے ایک مُعجزہ دکھایا اور اللہ پاک کی عبادت و وحدانیت کی دعوت بھی دی جیسا کہ ارشاد باری ہے:

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُؕ (پ12، یوسف:40)

ترجَمۂ کنزُالعِرفان: تم اس کے سوا صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حکم تو صرف اللہ کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان قیدیوں کو جُدا جُدا خداؤں کے فساد پر آگاہ کیا اور فرمایا: تم اللہ پاک کے سوا صرف ایسے ناموں کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے تراش لیے ہیں، حقیقت میں ان کا کوئی وجود ہی نہیں کہ وہ ان ناموں کے مِصداق قرار پائیں، اور نہ ہی اللہ پاک نے ان کے درست ہونے پر کوئی دلیل اتاری ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ پاک ہی معبود ہے۔ اور بتوں کی عبادت کرنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا بلکہ اللہ پاک کا حکم وہ ہے، جو اُس نے اپنے انبیاءِ کرام علیہم السّلام کے ذریعے دیا کہ اللہ پاک کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور یہی عقل مندی کا تقاضا بھی ہے۔ اللہ پاک کا عبادت کے لئے خاص ہونا ہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ دلائل سے جہالت کی وجہ

(1)... تفسیر طبری، پ12، یوسف، تحت الآیۃ:36، 7/214، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

سے نہیں جانتے کہ یہی سیدھا دین ہے اور وہ فرضی ناموں کی پوجا میں لگے ہوئے ہیں۔[1]

قرآن کی عظمت کی خاطر قید برداشت کی

امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ نے اللہ پاک کے کلام کے حادِث (فنا) ہونے کو تسلیم نہ کیا اور اس کی خاطر تکالیف و مصائب برداشت کرتے رہے۔ امام علی مَدِینی رحمۃُ اللہِ علیہ نے آزمائشوں کے دور میں امام احمد بن حنبل کی ثابت قدمی پر فرمایا: اللہ پاک نے اِس دِین کو دو ایسے بندوں کے ذریعے عزت و سربلندی عطا فرمائی جن کا کوئی تیسرا نہیں (1) ایک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ جو فتنۂ اِرتِداد کے خلاف ڈٹے رہے اور (2) دوسرے امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ جو خَلقِ قرآن کی آزمائش کے دور میں ثابت قدم رہے۔[2]

قید کی تکلیفوں کے بعد آپ پر وہ دور بھی گزرا کہ آپ نظر بند رہے لیکن اس دوران بھی آپ علمِ حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ بہت بڑے محدث حافظ بَقِی بن مَخْلَد رحمۃُ اللہِ علیہ انہی دنوں ہاتھ میں لاٹھی پکڑے، سر پر پھٹا پُرانا کپڑا باندھ کر، سوالی کے روپ میں آپ کے پاس آتے اور دو تین احادیث پڑھتے، یہاں تک کہ ان کے پاس آپ رحمۃُ اللہِ علیہ سے مروی 300 احادیث جمع ہو گئیں۔ آخر کار ظالم بادشاہ کے فوت ہو جانے کے بعد امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ کو رہا کر دیا گیا۔[3]

حضرت مُجَدِّدِ اَلفِ ثانی کی جیل میں اصلاحی خدمات

جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃُ اللہِ علیہ کو قلعہ گوالیار میں قید کیا گیا تو آپ نے وہاں

(1)... تفسیر ابی سعود، پ12، یوسف، تحت الآیۃ:40، 4/436 ملتقطاً، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... مناقب الامام احمد، الباب الثالث عشر فی ذکر ثناء نظرائہ واقرانہ ومقاربیہ فی السن علیہ، ص143

(3)... سیر اعلام النبلاء، رقم2355، بقی بن مخلد بن یزید، 10/623 ملخصاً، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

بھی قیدیوں میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو جاری رکھا، جس کے نتیجے میں ہزاروں کافر و مشرک قیدیوں نے اسلام قبول کیا، اسی طرح قید خانے سے خط لکھ لکھ کر اپنے اہل و عیال، مریدوں اور اہلِ محبّت کو اَحکامِ اسلام پر عمل کی دعوت دیتے رہے، ان میں سے ایک خط مُلاحظہ ہو، چنانچہ آپ اپنے صاحبزادوں خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃُ اللہِ علیہما کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ”فرزندانِ گرامی! مصیبت کا وقت اگرچہ تلخ و بے مزہ ہے لیکن اِس میں فرصت میسّر آجائے تو غنیمت ہے، اِس وقت تمہیں چونکہ فرصت میسّر ہے، اِس لئے اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور ایک لمحہ بھی فارغ نہ بیٹھو، تین باتوں میں سے ہر ایک کی پابندی ضرور ہونی چاہئے (1) قرآنِ پاک کی تلاوت۔ (2) لمبی قراءت کے ساتھ نماز۔ (3) کلمہ ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ“ کی تکرار۔ کلمہ لَا کے ساتھ نفس کے خود ساختہ خداؤں کی نفی کریں، اپنی مرادوں اور مقصدوں کی بھی نفی کریں، اپنی مُرادیں چاہنا (یعنی جو ہم چاہیں وہی ہو جائے گویا) خدائی کا دعویٰ کرنا ہے اس لئے چاہئے کہ سینے میں کسی مراد کی کوئی گنجائش نہ رہے اور ہَوَس کا خیال تک نہ آنے پائے تاکہ حیات کی حقیقت مُتَحَقَّق ہو۔ نفسانی خواہشات جو کہ جھوٹے خدا ہیں کو کلمہ ”لَا“ کے تحت لائیں تاکہ ان سب کی نفی ہو جائے اور تمہارے سینے میں کوئی مقصد و مُراد باقی نہ رہے حتّٰی کہ میری رہائی کی آرزو بھی، جو اِس وقت تمہاری سب سے اہم آرزوؤں میں سے ہے، نہ ہونی چاہئے، تقدیر اور اللہ پاک کے فعل و مَشِیَّت پر راضی رہیں، جہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اُسے اپنا وطن سمجھیں۔ یہ چند روزہ زندگی جہاں بھی گزرے اللہ پاک کی یاد میں گزرنی چاہئے۔“[1]

(1)... مکتوبات امام ربانی (مترجم)، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب دوم، 3/18 بتغیرٍ قلیل

قیدیوں کے نام۔۔۔!!

اے قید کی سزا کاٹنے والے مسلمان بھائیو! آپ نے اسلام کی نیک شخصیات کے بارے میں پڑھا کہ انہوں نے اللہ کی خاطر جیلیں برداشت کیں، اگر ہم دنیا اور اپنے نفس کی خاطر جیل کاٹ رہے ہیں تو یہ مقامِ فخر نہیں بلکہ مقامِ افسوس ہے۔ آیئے! اپنی زندگی کو نفرتوں کے زہر سے پاک کیجئے! اگر آپ نے جرم کیا ہے تو توبہ کے ذریعے خود کو اس جُرم کی گندگی سے پاک کریں اور اپنی آئندہ زندگی سنوار کر کامل مسلمان بن جایئے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زَبان اور ہاتھ سے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔[1] لہٰذا آج سے اپنی زندگی کو اس حدیثِ پاک کی عملی تصویر بنالیجئے۔ اگر آج تک کسی پر ظلم کیا ہے تو جیسے بھی ہوسکے دنیا میں ہی مظلوم کو راضی کرلیجئے کیونکہ دنیا میں راضی کرنا آسان ہے ورنہ قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوم کو، اور مظلوم کے گناہ ظالم کو دلوائے جائیں گے۔[2]

عنقریب دنیا کی زندگی ایک خواب کی طرح ختم ہوجائے گی اور پھر اصل زندگی کا آغاز ہوگا، ایک بار نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو مُفلِس کون ہے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! جس کے پاس دَراہِم اور سامان نہ ہوں وہ مُفلِس ہے۔ فرمایا: میری اُمّت میں مُفلِس وہ ہے جو قِیامت کے دن نَماز، روزے اور زکوٰۃ لے کر آیا اور یوں آیا کہ اِسے گالی دی، اُس پر تُہمت لگائی، اِس کا مال کھایا، اُس کا خون بہایا، اُسے مارا تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اِس مظلوم کو دے دی جائیں اور کچھ

(1)... بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم مَن سلم المسلمون... الخ، ص73، حدیث:10، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
(2)... معجم کبیر، 3/42، حدیث:3872، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اُس مظلوم کو، پھر اگر حُقُوق کی ادائیگی سے پہلے اِس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو اُن مظلوموں کے گناہ لے کر اس ظالم پر ڈال دیے جائیں پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے۔[1] سوچئے تو سہی! کیا قیامت کی اس مُفلِسی کو برداشت کرنے کی ذرا سی بھی سکت ہے؟

اگر جیل کی ہوا کھانے اور سزا برداشت کرنے کے بعد شیطان آپ کو ورغلا رہا ہے کہ اب تو میں نے سخت سے سخت سزا جھیل لی ہے اب مجھے کسی کا ڈر نہیں اس لئے قید سے چھوٹتے ہی باہر جا کر پھر سے قتل وغارتگری کا بازار گرم کروں گا تو یاد رکھو کہ پھر تمہارے لئے اس سے بھی بھیانک ایک قید خانہ تیار ہے اور یہ قہّار وجبّار اور سب سے بڑے بادشاہ کا قید خانہ "جہنّم" ہے۔ اگر آپ بے گناہ ہیں اور بے وجہ قید کی تکلیف کاٹ رہے ہیں تو حضرت یُوسُف علیہ السّلام کی قید اور ان کے صبر کو یاد کیجئے اور یہ یقین رکھئے کہ بے گناہی کی قید میں پیا جانے والا صبر کا ایک ایک گھونٹ اللہ کے نزدیک آپ کے اجر وثواب میں اضافہ کرے گا۔ حضرتِ جابر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو دنیا میں عافیت کے ساتھ رہنے والے تمنا کریں گے کہ "کاش! ان کے جسموں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔"[2]

اُن اللہ والوں کی قید وبند کی تکلیفوں کو یاد کیجئے جنہوں نے کوڑے کھائے، جسم لہولُہان ہوئے مگر وہ صبر واستقامت کے پہاڑ بنے رہے۔ یاد رہے کہ قیامت کے روز یہی مُقدّمہ اللہ ربُّ العالمین کی بارگاہ میں پیش ہو گا اور وہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا، مظلوم کو پورا انصاف ملے گا۔

(1)... مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم، ص1000، حدیث:2581، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... ترمذی، کتاب الزہد، 58-باب، ص571، حدیث:2402، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

قید میں وقت گزارنے کا بہترین کام

وقت اچھا ہو یا بُرا آخر گزر ہی جاتا ہے اور یہ مسلسل گزرتا چلا جارہا ہے۔ آزاد انسان ہو یا زِندان کا قیدی سب وقت کے دھارے میں بہہ رہے ہیں۔ عقلمند شخص اپنے وقت کی قدر کرتا اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو تعمیر کرتا ہے۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ مصیبت اور قید کے ان لمحات کو یونہی ضائع کرنا ہے یا اپنے کردار اور شخصیت کی بلند عمارت تعمیر کرنے میں صرف کرنا ہے۔ آیئے! آپ کو قید کے دوران ایسے عظیم کام سرانجام دینے والے علمائے دین کے بارے میں بتاتے ہیں جنہوں نے قید میں بھی وقت کی اہمیت کو جانا اور ایسے کام کرگئے جو رہتی دنیا تک یاد رکھے جائیں گے۔ جی ہاں ایسے علمائے کرام جو قید کے دوران مایہ ناز کتابیں لکھ کر علم کی روشنی پھیلاتے رہے۔

﴿1﴾ نام: شمسُ الائمہ امام محمد بن احمد سَرَخسی رحمۃُ اللہِ علیہ۔ قید کا مقام: اُوزجَند شہر کا کنواں۔ دورانِ قید لکھی گئی کتب: (1) اَلمَبسُوط (30 جلدیں) (2) اُصولُ السَّرَخسی۔[1]

﴿2﴾ نام: محمود بن اسرائیل المعروف ابنِ قاضی سِماوُنہ رحمۃُ اللہِ علیہ۔ قید کا مقام: اِزنیق (Iznik) شہر۔ دورانِ قید لکھی گئی کتاب: (1) کتابُ التَّسہِیل شرح لَطَائِفُ الاِشَارات۔[2]

﴿3﴾ نام: مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃُ اللہِ علیہ۔ قید کا مقام: جزیرۂ انڈمان۔ دورانِ قید لکھی گئی کتب: (1) عِلمُ الصِّیغہ۔ (2) تواریخِ حبیبِ اِلٰہ (3) جغرافیہ کی مشہور عربی کتاب ”تَقوِیمُ البُلدان“ کا ترجمہ۔[3]

﴿4﴾ نام: علامہ فَضلِ حق خیر آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ۔ قید کا مقام: جزیرۂ انڈمان۔ دورانِ قید لکھی

(1)... الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ، محمد بن احمد المعروف امام سرخسی، ص158 ملخصًا، دار المعرفۃ، بیروت

(2)... اعلام للزرکلی، ابن قاضی سماونۃ، 7/165 ملخصًا، دار العلم للملایین، بیروت

(3)... جنگ آزادی 1857ء میں علما کا مجاہدانہ کردار، ص48 ملخصًا، مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

گئی کتب: (1) اَلثَّورَۃُ الہِندیۃ۔ (2) قَصائِدُ فتنۃِ الہند۔[1]

﴿5﴾ نام: حضرت احمد بن علی بن ہِبۃُ اللہ المعروف ”ابنِ مامُون“۔ دورانِ قید لکھی گئی کتب: (1) شرحُ الفَصیح (2) اَسرارُ الحُروف۔[2]

آیئے! زندگیاں بدلنے کا آغاز کریں

معاشرے میں جرائم کی ایک بہت بڑی وجہ غربت اور جہالت ہے جس کا علاج تعلیم سے ہی ممکن ہے۔ اس لئے دینی اور دنیوی تعلیم ایک قیدی کی زندگی میں بہت سی مثبت تبدیلیاں لانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ بالخصوص قرآنی تعلیمات جو انسان کو خالقِ کائنات کا پیغام پہنچاتی اور اسے بامقصد زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھاتی ہیں۔ قرآن وہ عظیمُ الشّان کتاب ہے جو بندے کے اخلاق کو سنوارتی اور باطن میں چُھپی برائیوں سے پاک کرتی ہے۔ یہ ظلم سے روکتی اور انسانیت کے حُقُوق کا احترام کرنا سکھاتی ہے۔ یہی روشن کتاب مایوسیوں سے نجات دلاتی اور اللہ ربُّ العالمین پر بھروسہ کرنا سکھاتی ہے۔ جس کی سچائی کی خوشبو پوری دنیا کو اپنی جانب کھینچ رہی ہے۔ جس کے نور کا اُجالا کفر و جہالت کے اندھیروں پر غالب آرہا ہے۔ جو زندگی گزارنے کے لئے ایک کامل دَستُور ہے۔ جو علم و آگہی کا سرچشمہ ہے۔ جو عُلوم و مَعرِفت کا خزینہ ہے۔ مگر قرآنِ پاک کو سمجھنے کیلئے ہمیں آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مکمل سیرت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کو بھی سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ اسی لئے ”فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن“ جیلوں میں موجود قیدیوں کی زندگیاں بدلنے کا عزم لے کر جیلوں میں قرآنی تعلیمات عام کرنے کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ یہی نہیں بلکہ قیدیوں کو

(1)... جنگ آزادی 1857ء میں علماء کا مجاہدانہ کردار، ص 36 ملخصاً

(2)... بغیۃ الوعاۃ، احمد بن علی بن ہبۃ اللہ، رقم: 668، 1/348 ملتقطاً، دار الفکر، بیروت

ٹیکنیکل تعلیم اور کمپیوٹر کورسز بھی کروائے جارہے ہیں تاکہ وہ ہُنر مند بن کر معاشرے میں مثبت کردار ادا کرسکیں۔ کیونکہ متعدد تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قیدیوں کی تعلیم کے انتہائی مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں اور تعلیم انہیں دوبارہ جرائم میں مبتلا ہونے سے روکتی ہے۔ مثلاً 1997 میں 3,200 قیدیوں پر کئے گئے ایک مطالعے سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ تعلیم کی وجہ سے اُن کے دوبارہ جرائم میں مبتلا ہونے کے امکانات میں 29 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ 2013 میں کی گئی ایک اور رپورٹ سے پتا چلا ہے کہ ایسے قیدی افراد جنہوں نے اصلاحی تعلیم میں حصہ لیا تھا اُن کے دوبارہ جیل آنے کا امکان اُن قیدیوں کے مقابلے میں 43 فیصد کم تھا جنہوں نے اصلاحی تعلیم میں حصہ نہیں لیا تھا۔

ایک قیدی کا آنکھوں دیکھا حال

پاکستان سے تعلق رکھنے والے موجودہ دور کے بہت بڑے صوفی بزرگ مولانا محمد الیاس عطار قادری ضیائی جن کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کی اصلاح ہوئی اور وہ جرائم و گناہ چھوڑ کر راہِ راست پر آئے، ان کی بارگاہ میں چند سال پہلے جیل سے رہائی پانے والا ایک قیدی حاضر ہوا اور کچھ یوں عرض گزار ہوا کہ آزاد دُنیا کی طرح جیلوں کا ماحول بھی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ قیدی سدھرنے اور توبہ کرنے کے بجائے مختلف جرائم پیشہ افراد کی صحبت کی وجہ سے گناہوں کی دلدل میں مزید دھنستا چلا جاتا ہے، اس لئے قیدیوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور ان کی دینی واخلاقی تربیت کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے یہ جذبات سن کر آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اُمّت کی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے صوفی بزرگ مولانا محمد الیاس عطار قادری نے قیدیوں میں دینی واصلاحی کام شروع کرنے کا عندیہ عطا فرمایا اور جیلوں میں اصلاحی کام شروع ہوا۔ بعد میں اس کام کو ایک منظم شکل دی گئی اور اس کے لئے ایک

این جی او "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" بنائی گئی، جس کے تحت پاکستان اور دنیا کے کئی ممالک میں قیدیوں کو دینی و دنیوی تعلیم کے ذریعے راہِ راست پر لانے کا کام کیا جارہا ہے۔

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کا تعارف

اس وقت پاکستان بشمول آزاد کشمیر میں 110 جیلیں ہیں، جن میں سے 43 پنجاب، 24 سندھ، 19 خیبر پختونخوا، 5 گلگت بلتستان، 12 بلوچستان، اور 7 کشمیر میں ہیں۔ ان جیلوں میں کم و بیش نوے ہزار (90,000) سے ایک لاکھ (100,000) قیدی ہوتے ہیں۔

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" ان قیدیوں کی دینی دنیوی تعلیم اور فلاحی کاموں کے ذریعے اصلاح کررہی ہے تاکہ یہ معاشرے کا اچھا شہری بن سکیں۔ فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن کے قیام کا مقصد قیدیوں، جیل اسٹاف کالونی کے بچوں اور بالغان کو قرآن کی تعلیم دینا، فرض عُلوم سکھانا، نیکی کی دعوت عام کرنا اور انہیں معاشرے کا اچھا شہری بنانے کے لئے اسلامی و اخلاقی تعلیم دینا، انسان کے ادب و احترام اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے۔ "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے زیرِ اہتمام چلنے والے "مدرسہ فیضانِ قرآن" کے تحت جیلوں میں درج ذیل کام ہورہے ہیں:

﴿1﴾ قاعدہ کلاس

پاکستان کی کئی جیلوں میں "مدرسہ فیضانِ قرآن" کے تحت صحیح تلفُّظ کے ساتھ قرآنِ پاک پڑھانے کے لئے جیل افسران اور اسٹاف کے لئے ان کے کمروں میں جبکہ قیدیوں کے لئے بیرکوں میں اور جیلوں کے مدرسہ اور جائے نماز میں مدنی قاعدہ اور ناظرہ قرآن کی کلاسز، حفظ کی کلاسز اور فرض علوم کی کلاسز شروع کی گئی ہیں۔ جس میں روزانہ ہزاروں قیدی قرآنِ پاک کی تعلیم اور فرض عُلوم سیکھتے ہیں۔

﴿2﴾ مساجد / جائے نماز و مدرسہ کی تعمیر

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے: جو شخص اللہ پاک کی رضا کے لئے تیتر کے گھونسلے جتنی یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائے اللہ پاک اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا۔[1] اَلْحَمْدُلِلّٰہ! پاکستان کی کئی جیلوں اور جیل اسٹاف کالونی میں "مدرسہ فیضانِ قرآن" کے تحت جہاں طہارت اور نماز وغیرہ کے ضروری مسائل سکھائے جاتے ہیں وہیں طہارت حاصل کرنے والی جگہیں (واش رومز اور وضوخانے) اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے مساجد بھی بنائی جاتی ہیں۔

﴿3﴾ فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے تحت جہاں قیدیوں کو جرائم اور گناہوں کی بیماریوں کے علاج کیلئے نیک صحبت اور قرآنی تعلیمات فراہم کی جاتی ہیں وہیں ان کی جسمانی بیماریوں کے علاج معالجے کے لیے فری میڈیکل کیمپ لگایا جاتا ہے تاکہ وہ صحت مند زندگی گزارتے ہوئے علمِ دین حاصل کر سکیں اور زیادہ سے زیادہ عبادات کر سکیں۔

﴿4﴾ جیل افسران اور اسٹاف کے لئے دینی محافل کا انتظام

پاکستان کی مُتعدّد جیلوں میں "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے تحت جیل افسران، اسٹاف کے لئے بڑی راتوں کے مواقع پر محافلِ نعت کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں انہیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبّت اور اُن کی سنّتوں پر عمل کا ذہن دیتے ہوئے دینی واخلاقی درس دیا جاتا ہے۔

(5) رہائی پانے والے قیدیوں کی اصلاح

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے تحت جیل سے رہائی پانے والے قیدیوں سے ملاقات

(1)... ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب من بنی للہ مسجدا، ص252، حدیث:738، دار لکتب العلمیۃ، بیروت

کرکے انہیں نیکی کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی توبہ پر قائم رہتے ہوئے نیک زندگی گزارنے والے بن جائیں اور انہیں نمازوں کی پابندی کا ذہن ملتا رہے۔

(6) لنگر کی تقسیم

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جو اپنے بھائی کی بُھوک کو مٹانے کا اہتمام کرے اور اسے کِھلائے، پِلائے یہاں تک کہ وہ سَیر ہو جائے تو اللہ پاک اس کی مغفرت فرمادے گا۔[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے مدرسہ کے تحت پڑھنے والے قیدی حضرات کی دلجوئی کرتے ہوئے قومی اور مذہبی تہواروں پر ہونے والی محافل میں کھانے کی تقسیم کاری کا اہتمام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(7) تحائف کی تقسیم

حدیثِ پاک: "تَهَادَوْا تَحَابُّوْا" یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو، آپس میں محبت بڑھے گی۔[2] پر عمل کی نیت سے جیلوں میں "فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے تحت قیدیوں کو مختلف مواقع پر دینی تحائف مثلاً قرآنِ پاک، مختلف اسلامی کتب و رسائل، تسبیحات، عطریات وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں۔ نیز عید میلادُ النَّبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، عیدُ الفِطر و عیدُ الاضحٰی پر غریب و نادار قیدیوں میں مفت کپڑوں کی تقسیم کا بھی سلسلہ ہوتا ہے تاکہ وہ بھی اپنے تمام دُکھ، درد اور پریشانیوں کو بُھلا کر عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

(8) رہائی پانے والے قیدیوں کے لیے مختلف کورسز کا انعقاد

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کے تحت رِہائی پانے والوں کے لیے بھی مختلف کورسز کا

(1)... مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، 3/214، حدیث: 3407 بتغیرٍ، دار الفکر، بیروت

(2)... موطا امام مالک، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المہاجرۃ، ص483، حدیث: 1731، دار المعرفۃ، بیروت

اِنعقاد کیا جاتا ہے، جِس میں نماز، تجوید کورس، شریعت کورس، امامت کورس، ترجمہ و تفسیر کورس، مُدرِّس کورس، عربی لینگوئج کورس اور 12 دینی کام کورس وغیرہ شامل ہیں تاکہ وہ اپنی توبہ پر قائم رہتے ہوئے نیکیوں بھری زندگی گزارنے والے بن جائیں۔

آیئے! ہم سب اپنا جائزہ لیں!

- سب سے بڑی قید جہالت ہے، جس سے آزادی علم کے ذریعے ہی مل سکتی ہے۔ کیا ہم اس قید سے آزادی کی کوشش کر رہے ہیں؟
- انسان کی روح جسم کے پنجرے میں قید ہے، عنقریب روح جسم کے پنجرے سے نکل کر ایک اور عالَم میں پہنچے گی اور پھر حقیقی زندگی کا آغاز ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: لوگ سورہے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔[1] کیا ہم نے آزادی کے بعد کی حقیقی زندگی کی تیاری کر رکھی ہے؟
- مومن کے لئے یہ دنیا ایک قید خانہ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنّت ہے۔[2] اِس قید خانے میں جنّت بسانے کے لئے ہم خدا کی حدیں کیوں پھلانگ رہے ہیں؟
- خواہشات کا قیدی بننے سے بچو، یہ وہ بدترین قید ہے جو انسان کو مزید کئی طرح کی قیدوں میں دھکیل دیتی ہے۔
- دنیا کی قید انسان کسی نہ کسی طرح برداشت کر ہی لیتا ہے، مگر اَحکَمُ الحاکمین کے جیل خانہ "جہنّم" کی قید کسی صورت برداشت نہیں ہو پائے گی۔

(1)... مقاصد حسنۃ، حرف النون، ص507، حدیث:1238، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(2)... مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ص1133، حدیث:2956، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

فہرست

درود شریف کی فضیلت 1

حضرت یوسف علیہ السّلام اور قید خانہ 2

نمرود کی جیل 4

فرعون کی جیل 5

حضرت آسیہ کا ایمان 6

اسلام سے پہلے عرب میں قید کا تصور 7

کیا زمانۂ رسالت میں جیل تھی؟ 8

زمانۂ رسالت کے قیدی 10

اسلام میں قیدیوں کے حقوق 11

ثُمامہ بن اُثال کا قبولِ اسلام 11

حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹے کا قبولِ اسلام 12

اسلام میں سب سے پہلی جیل کس نے بنائی؟ 13

جیل کی ضرورت واہمیت 14

پاکستان میں جیل خانہ جات کا نظام 16

جیلوں کے جدید نظام کی تاریخ 16

اللہ والوں کا دین کی خاطر جیل کاٹنا 17

(1) امام اعظم اور جیل 17

(2) امام احمد بن حنبل اور جیل 18

(3) حضرت مجدد الف ثانی اور جیل 19

جیل میں اللہ والوں کی اصلاحی خدمات 20

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی جیل میں اسلام کی دعوت ... 20

حضرت یوسف علیہ السّلام کی قیدیوں کو دعوتِ توحید ... 20

قرآن کی عظمت کی خاطر قید برداشت کی 22

حضرت مجدد الف ثانی کی جیل میں اصلاحی خدمات ... 22

قیدیوں کے نام۔۔۔!! 24

قید میں وقت گزارنے کا بہترین کام 26

آیئے! زندگیاں بدلنے کا آغاز کریں 27

ایک قیدی کا آنکھوں دیکھا حال 28

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن" کا تعارف 29

﴿1﴾ قاعدہ کلاس 29

﴿2﴾ مساجد / جائے نماز و مدرسہ کی تعمیر 30

﴿3﴾ فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد 30

﴿4﴾ جیل اسٹاف کے لئے دینی محافل کا انتظام 30

﴿5﴾ رہائی پانے والے قیدیوں کی اصلاح 30

﴿6﴾ لنگر کی تقسیم 31

﴿7﴾ تحائف کی تقسیم 31

﴿8﴾ رہائی پانے والے قیدیوں کے لیے کورسز 31

آیئے! ہم سب اپنا جائزہ لیں! 32

ہمارا ساتھ دیجئے!

"فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)" قیدیوں کو دینی و اصلاحی تعلیمات اور فرض علوم مہیا کر کے انہیں معاشرے کا ذمہ دار شہری بنانے کے عظیم مشن پر کام کر رہی ہے۔ اس دینی و فلاحی کام میں آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے۔ ہمارے معلّمین پاکستان بھر میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ آیئے! اس نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور نیچے دیے گئے اکاؤنٹ میں اپنے عطیات جمع کروائیں۔

Account Tittle:	Anjuman Faizan-E-Quran Foundation
Account #	99 -82-29301-714-288580
IBAN:	PK64 MPBL 9982 1771 4028 8580
Bank:	Habib Metropolitan Sirat Bank Limited

SCAN ME!

آفس فیضانِ قرآن فاؤنڈیشن: بھٹی مارکیٹ، جیل روڈ، سرگودھا، پاکستان

Office Address: Bhatti Market, Jail Road, Sargodha, Pakistan